امر و نہی کی دلالت_ فقہی مسالک کے علمائے اصول کی نظر میں

Implication of Enjoining & Forbidding (From the Viewpoint of the Scholars of Islamic Jurisprudential Principals)

Dr. Nadeem Abbas

Abstract

An important debate in the science of the principles of jurisprudence is about the meaning of "command" (*amr*) and "prohibition" (*nahī*). The outcome of such a debate indeed influences the entire field of jurisprudence. The author has made an attempt in this article in the light of the scholars of different Islamic schools of thought to prove that amr (for which the imperative form of "*Ifa'l*" (افعل) is used in Arabic) refers to a command of a superior to an inferior to do something. All Islamic schools of thought are unanimous in accepting that when the imperative "ifa'l" is used without any conditions, it denotes obligation. Prohibiting someone from doing something by demonstrating superiority is called the prohibiting verb for which the form "*latafa'l*" (لاتفعل) is used. All schools of thought agree on that when "*latafa'l*" is used as an absolute form, it denotes prohibition and prevents the subject from doing something.

Key Words: Command, Prohibition, implication, Science of the Principles of Jurisprudence.

خلاصہ

اصول فقہ کی ایک اہم بحث یہ ہے کہ امر و نہی کی دلالت کس معنی پر ہے؟اس بحث کا فقہی احکام پر گہرا اثر مرتب ہوتا ہے۔ مقالہ نگار نے اس مقالے میں مختلف اسلامی مسالک کے علمائے اصول کے نظریات کی روشنی میں یہ ثابت کیا ہے کہ امر جس کے لئے عربی میں "افعل" کا صیغہ استعمال ہوتا ہے، سے مراد یہ ہے کہ خود کو برتر ظاہر کرتے ہوئے کسی دوسرے سے کسی کام کے انجام دینے کا تقاضا کرنا۔اس بات پر تمام اسلامی مسالک کا اتفاق ہے کہ جب افعل کا صیغہ مطلّقا استعمال ہو تو اس سے وجوب ہی سمجھا جاتا ہے۔ خود کو برتر سمجھتے ہوئے کسی دوسرے سے کسی کام کے نہ کرنے کا مطالبہ کرنا فعل نہی کہلاتا ہے جس کے لیے لاتفعل کا صیغہ استعمال ہوتا ہے۔اس بات پر تمام مسالک کا اتفاق ہے کہ جب لاتفعل کا صیغہ مطلّقا استعمال ہو گا تو اس کی دلالت ممانعت پر ہو گی کہ اس کام کو انجام نہ دیا جائے۔

کلیدی کلمات: امر، نہی، دلالت، اصول فقہ۔

امر کی لغوی تعریف

الجوہری کے مطابق: الامر: واحد الامور۔ یقال: امرفلان مستقیم و امورہ مستقیمة و قولھم: لك علی امرۃ اطیعك فیھا[1] یعنی: "امر امور کا واحد ہے اور کہا جاتا ہے کہ اس کا کام سیدھا ہے یا اس کے بہت سے کام سیدھے اور درست ہیں عرب یہ کہتے ہیں کہ تمہارا میرے اوپر حکم ہے جس کی میں اطاعت کروں گا۔" ابن منظور اور اللیث کے مطابق: قال اللیث: الامر، معروف: نقیض النھی والامر، واحد الامور[2] یعنی: "لیث کہتا ہے کہ امر کا معنی معلوم ہے کہ یہ نہی کا الٹ ہے اور امر کی جمع امور آتی ہے۔" ابن فارس کے مطابق: الامرضد النھی، الواحد من الامورو الامرالذی نقیض النھی قولك افعل کذا[3] یعنی: "امر نہی کا الٹ ہے اس کی جمع امور ہے اور وہ امر جو نہی کی ضد ہے اس کی مثال جیسے آپ کسی سے کہیں یہ کام ایسے کرو۔" بنابریں، علمائے لغت کے نزدیک امر کا معنی نہی کی ضد ہے یعنی جس طرح نہیں میں کسی کام کے نہ کرنے کا مطالبہ ہوتا ہے امر میں کسی کام کے کرنے کا مطالبہ ہوتا ہے کام کے کرنے اور وقوع پذیر ہونے کی خواہش کا اظہار کیا جارہا ہوتا ہے۔

امر کی اصطلاحی تعریف

حنفی نقطہ نظر سے: الامر:ھو قول قائل لغیرہ علی سبیل الاستعلاء[4] یعنی: امر وہ قول ہے جو کہنے والا خود کو مرتبے میں بڑا ظاہر کرتے ہوئے کہے۔" علامہ نسفی نے بھی یہی تعریف کی ہے بس آخر میں "افعل" تم انجام دو کا اضافہ کیا ہے۔[5] جبکہ مالکی نقطہ نظر سے: حقیقة الامراقتضاء الفعل و طلبه الجازم[6] یعنی: "امر کی حقیقت یہ ہے کہ کسی فعل کی انجام دہی حتمی طور پر طلب کی جائے۔" نیز فھو القول الدال علی طلب الفعل علی جھة الاستعلاء[7] یعنی: "یہ وہ قول ہے جس کی دلالت کسی کام کے خود کو بلند تصور کرتے ہوئے کرنے پر ہوتی ہے۔" امر کی اصطلاح شافعی نقطہ نظر سے عبارت ہے: الامر: ھو القول المقتضی طاعة المامور بفعل المامور به[8] یعنی: "امر وہ کلام ہے جو تقاضا کرتا ہے کہ جس سے فعل طلب کیا گیا ہے وہ مطلوبہ فعل کو انجام دے۔" نیز: الامر: طلب الفعل بالقول علی سبیل الاستعلاء[9] یعنی: "کلام کے ذریعے خود کو برتر ظاہر کرتے ہوئے کسی کام کی انجام دہی چاہنا۔" حنبلی نقطہ نظر سے: استدعاء ایجاد الفعل بالقول او ما قام مقامه[10] یعنی: "قول یا قائم مقام قول سے کسی فعل کی انجام دہی چاہنا۔" نیز: الامر: استدعاء الفعل بالقول علی وجه الاستعلاء[11] یعنی: "قول کے ذریعے خود کو بڑا ظاہر کرتے ہوئے کسی کام کی انجام دہی چاہنا۔" علامہ ابن اللحام حنبلی کے نزدیک قول اور قائم مقام قول کے ذریعے سے فعل کو انجام دینے کا مطالبہ کرنا امر کہلاتا ہے۔[12] جعفری نقطہ نظر سے:

الامر: فی الاصطلاح عبارۃ عن الطلب الانشائی[13] یعنی: "اصطلاح میں کسی چیز کا طلب کرنا امر کہلاتا ہے۔" نیز استدعاء الفعل بصیغۃ (افعل) او ما جری مجراھا علی طریق الاستعلاء[14] یعنی: "کسی بھی برتر کا اپنے سے کمتر سے کچھ بھی طلب کرنا امر کہلاتا ہے اگرچہ عالی اس وقت اس کا اظہار نہ بھی کر رہا ہو کہ میں بڑا ہونے کی حیثیت سے حکم دے رہا ہوں اس لیے اسے انجام دو بلکہ فقط علو معتبر ہے۔"[15]

امر کی مذکورہ تعریفوں کی روشنی میں مندرجہ ذیل نکات سامنے آتے ہیں:

1. علما کی تعریفوں میں یہ بات مشترک ہے کہ امر میں کسی چیز کے کرنے کی طلب پائی جاتی ہے جو اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ اس امر کے مطابق عمل کیا جائے۔
2. یہ طلب صیغہ امر یا اس کے قائم مقام، جس سے طلب پیدا ہو رہی ہو سے کی جا سکتی ہے۔
3. امر دینے والے کو از لحاظ مرتبہ اس شخص سے برتر ہونا چاہیے جسے حکم دیا جا رہا ہو۔

لغت میں صیغہ امر کے استعمالات

علامہ تلمسانی کے مطابق لغت میں امر کا صیغہ پندرہ معانی میں استعمال ہوتا ہے:

1۔ حکم: پہلا معنی حکم کا ہے۔ جیسے اللہ تعالی قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے: وَأَقِيمُواْ الصَّلاَةَ وَآتُواْ الزَّكَاةَ وَارْكَعُواْ مَعَ الرَّاكِعِينَ (2:43) ترجمہ: "اور نماز قائم کرو اور زکوۃ ادا کرو۔ اور (میری بارگاہ میں) رکوع کرنے (جھکنے) والوں کے ساتھ رکوع کرو (باجماعت نماز ادا کرو)۔"

2۔ اذن: دوسرا معنی اذن یعنی اجازت کے معنی میں ہے جیسے اللہ تعالی قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے: وَإِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوا (2:5) ترجمہ: "اور جب احرام ختم ہو جائے (یا حرم سے باہر نکل جاؤ) تو شکار کر سکتے ہو۔"

3۔ رہنمائی: یہ صیغہ رہنمائی کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے جیسے اللہ تعالی قرآن میں ارشاد فرماتا ہے: وَأَشْهِدُوا إِذَا تَبَايَعْتُم (2:282) ترجمہ: "جب (اس طرح) خرید و فروخت کرو تو گواہ کر لیا کرو۔"

4۔ تادیب: یہ صیغہ ادب سکھانے کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے جیسے آپؐ کی حدیث ہے: کل مما یلیك

5۔ تہدید: یہ صیغہ تہدید کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے جیسے اللہ تعالی کا ارشاد ہے: اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ (40:41) ترجمہ: "تم جو چاہو کرو۔"

6۔ تسویۃ: یعنی برابری کے معنی میں استعمال ہوتا ہے جیسے: فَاصْبِرُوا أَوْ لَا تَصْبِرُوا سَوَاءٌ عَلَيْكُمْ (16:52) ترجمہ: "اب تم صبر کرو یا نہ کرو دونوں تمہارے حق میں برابر ہیں۔"

7۔اہانت: اہانت کے لئے بھی یہ صیغہ استعمال ہوتا ہے جیسے : ذُقْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْكَرِيمُ (49:44) ترجمہ : "مزا چکھ تُو تو بڑا معزز اور مکرم ہے۔"

8۔ تحقیر: یہ صیغہ تحقیر کے لئے استعمال ہوتا ہے: فَاقْضِ مَا أَنْتَ قَاضٍ (72:20) ترجمہ : "تُو جو کچھ کرنا چاہے کر لے۔"

9۔الامتنان کے لئے یہ صیغہ استعمال ہوتا ہے جیسے اللہ تعالی کا ارشاد گرامی ہے : كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ (172:2) ترجمہ : "جو پاک چیزیں ہم نے تمہیں بخشی ہیں اُنہیں بے تکلف کھاؤ۔"

10۔اکرام: یہ صیغہ اکرام کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے جیسے : ادْخُلُوهَا بِسَلَامٍ آمِنِينَ (46:15) ترجمہ : "اور اُن سے کہا جائے گا کہ داخل ہو جاؤ ان میں سلامتی کے ساتھ بے خوف و خطر۔"

11۔ تعجیز: کسی کو عاجز بنانے کے لئے جیسے : فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِنْ مِثْلِهِ (23:2) ترجمہ : "تو اس کے مانند ایک ہی سورت بنا لاؤ۔"

12۔دعا: یہ صیغہ دعا کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے: فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (16:3) ترجمہ : "ہماری خطاؤں سے در گزر فرما اور ہمیں آتش دوزخ سے بچالے۔"

13۔ تکوین: اللہ اس کے ذریعہ اپنا تکوینی ارادہ بھی ظاہر کرتا ہے جیسے : كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ (65:2) ترجمہ : "بندر بن جاؤ اور اس حال میں رہو کہ ہر طرف سے تم پر دھتکار پھٹکار پڑے۔"

14۔ تمنی: یہ صیغہ کسی حسرت کے اظہار کے لئے بھی آتا ہے جیسے امرؤالقیس کا یہ شعر ہے:

الا ایھا اللیل الطویل الا انجلی   یعنی : "اے طویل رات کیا تو کبھی روشن ہو۔"

15۔انذار: یہ صیغہ ڈرانے کے لئے استعمال ہوتا ہے جیسے : فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ (279:2) ترجمہ : "تو آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے تمہارے خلاف اعلان جنگ ہے۔"

صیغہ افعل کا امر میں استعمال بہت زیادہ ہے علما کے نزدیک ہیت افعل جب بھی استعمال ہو گی اس میں میں امر کا معنی پایا جائے گا کبھی امر کے ساتھ ساتھ انذار بھی ہو سکتا ہے جیسا کہ آخری مثال میں ہے اسی طرح دیگر مثالوں میں امر کا معنی بھی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ مذکورہ معانی بھی ہیں۔

امر کے اسلوب

کسی بھی فرد سے بذریعہ امر کوئی کام کرانے کے عربی ادب میں مختلف اسالیب موجود ہیں :

1. امر بذریعہ صیغہ امر دیا جائے یعنی اس مخصوص صیغہ کو استعمال کیا جائے جو اہل زبان امر کے لئے استعمال کرتے ہیں جیسے اِفعل الف کے کسرہ، فا پر جذم، عین پر فتح اور لام ساکن کے ساتھ ؛ جیسے ہی اسے پکاریں گے مخاطب سمجھ جائے گا کہ اس سے کسی چیز کو طلب کیا گیا ہے۔
2. اسی طرح فعل مضارع جب لام امر کے ساتھ ہو تو وہ بھی اس وقت امر کا فائدہ دیتا ہے جیسے لیفعل اب یہاں پر یہ لفظ لیفعل امر کے لئے استعمال ہو رہا ہے۔
3. بعض ایسی تراکیب ہیں جو امر کا معنی دیتی ہیں جیسے علیکم انفسکم اب یہاں پر علیکم کی ترکیب کچھ ایسی ہے کہ یہاں پر اس سے معنی امر سمجھا جارہا ہے۔
4. کبھی مصدر بھی اپنے فعل کا نائب بن کر امر کا معنی دیتا ہے جیسے فضرب الرقاب اب یہاں پر ضرب مصدر ہے اور وہ امر کا معنی دے رہا ہے۔[16]

صیغہ امر کی وجوب پر دلالت

اللہ تعالی نے قرآن میں بہت سے مقامات پر صیغہ امر کے ذریعے حکم دیا ہے صیغہ امر کی دلالت وجوب پر ہوتی ہے یا نہیں ہوتی؟ اگر صیغہ امر وجوب پر دلالت کرتا ہے تو امر سنتے ہی اسے انجام دینا ہو جائے اور اگر امر کی دلالت وجوب پر نہ ہو اباحت پر ہو تو اسے انجام دینا اور انجام نہ دینا مکلفین کے اختیار میں ہوتا ہے اس حوالے سے فقہی مسالک کے علمائے کرام کی آراء ملاحظہ فرمائیں:

حنفی نقطہ نظر: مشہور حنفی علما ابن قطلوبغا، امام بزدوی، علامہ النسفی اور شیخ ابن نجیم حنفی نے کافی اس نظریے کو اختیار کیا ہے کہ صیغہ امر کی دلالت وجوب پر ہوتی ہے۔[17] علامہ سرخسی فرماتے ہیں کہ جمہور فقہاء کا نظریہ یہ ہے کہ امر سے وجوب ہی سمجھا جائے گا مگر یہ کہ کوئی دلیل آئے جو اس کی دلالت تبدیل کردے۔[18]

مالکی نقطہ نظر: امام باجی مالکی اور امام قرافی مالکی کا یہ نظریہ ہے کہ امر کی دلالت وجوب پر ہوتی ہے اس لیے جب بھی کوئی امر آئے تو اس سے وجوب ہی سمجھا جائے گا اور اسے واجب کے طور پر انجام دیا جائے گا۔[19] علامہ الولاتی مالکی، امام عبدالحمید بن بادیس اور علامہ الشنقیطی کی رائے یہ ہے کہ صیغہ امر جب قرائن سے خالی ہو تو اس کی دلالت وجوب پر ہوتی ہے کیونکہ امر کے معنی حقیقی وجوب کے ہیں۔[20]

شافعی نقطہ نظر: امام الجوینی، علامہ تاج الدین السبکی اور ابن الفرکاح شافعی کا قول یہ ہے کہ جمہور فقہاء کے نزدیک صیغہ امر جب قرائن سے خالی ہو تو اس کی دلالت وجوب پر ہوتی ہے۔ امام شافعیؒ کا بھی یہی نظریہ ہے۔[21]

حنبلی نقطہ نظر: علامہ ابن قدامہ حنبلی اور علامہ ابن اللحام حنبلی کی رائے یہ ہے کہ اگر امر قرائن سے خالی ہو تو اس کی دلالت وجوب پر ہوتی ہے۔[22] ابن النجار بھی یہی کہتے ہیں کہ مسالک اربعہ کے بڑے علما کے نزدیک امر جب قرائن سے خالی ہو تو اس کی دلالت وجوب پر ہوتی ہے۔[23]

جعفری نقطہ نظر: شیخ طوسی فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک صیغہ امر کی شریعت اور لغت میں دلالت وجوب پر ہوتی ہے کیونکہ شارع حکیم ہے اور حکیم کے حکم کی اطاعت کی جاتی ہے اور جب کوئی اپنے غلام اپنے مولا کے حکم کی اطاعت نہیں کرتا تو عقل مند حضرات اس کے اس فعل کی مذمت کرتے ہیں اس لیے ضروری ہے کہ جب مولا کوئی حکم دے تو اس کی دلالت وجوب پر ہو۔[24] محقق حلی لکھتے ہیں کہ صیغہ امر کی دلالت وجوب پر ہوتی ہے کیونکہ اگر کوئی آقا کسی غلام کو صیغہ امر کے ذریعے حکم دے اور وہ اسے ندب پر حمل کرتے ہوئے انجام نہ دے تو صاحبان عقل اس غلام کی مذمت کرتے ہیں کہ اس نے آقا کے حکم پر عمل نہیں کیا اس کی یہ دلیل نہیں مانی جاتی کہ امر تو ندب کے لئے بھی ہو سکتا ہے اس لیے جب امر مطلق آیا ہو تو اس سے وجوب ہی سمجھا جائے گا۔[25] مشہور محقق شیخ محمد رضا مظفر اور شیخ جعفر سبحانی نے لکھا ہے کہ صیغہ امر کی دلالت وجوب پر ہوتی ہے اور اگر وہ استحباب کے لئے صادر ہو تو اس کے لئے قرینے کی ضرورت ہو گی۔[26]

علمائے کرام کی ان آراء کے بعد یہ بات سامنے آتی ہے کہ وہ اس بات پر متفق ہیں کہ جب صیغہ امر بغیر کسی قرینے استعمال ہو رہا ہو تو اس کی دلالت وجوب پر ہوتی ہے اگرچہ بعض مسالک کے کچھ علما نے اختلاف کیا جیسے احناف میں امر کے کی دلالت کے بارے میں کئی اقوال ذکر کیے گئے ہیں مگر جمہور احناف کے نزدیک بھی صیغہ امر کی دلالت وجوب پر ہوتی ہے۔

صیغہ امر کی یکبارگی یا تکرار پر دلالت؟

جب اللہ تعالی صیغہ امر کے ذریے کوئی حکم دے تو اس حکم کو ایک بار انجام دیا جائے گا یا اسے مسلسل انجام دیا جائے گا جیسے اللہ تعالی نے نماز ادا کرنے کا حکم دیا ہے اب یہ مسلسل انجام دی جاتی ہے اور حج کا بھی حکم دیا ہے مگر اسے صرف زندگی میں صرف ایک بار انجام دیا جاتا ہے یہ عملی بحث ہے جس کے شرعی احکام پر بہت زیادہ اثرات ہیں جیسے اللہ تعالی ان دو آیات میں دو حکم دیتا ہے: وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا (97:3) ترجمہ: "لوگوں پر اللہ کا یہ حق ہے کہ جو اس گھر تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو وہ اس کا حج کرے۔" نیز ارشاد ہوا: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ (183:2) ترجمہ: "اے

لوگو جو ایمان لائے ہو، تم پر روزے فرض کر دیے گئے، جس طرح تم سے پہلے انبیا کے پیروؤں پر فرض کیے گئے تھے اس سے توقع ہے کہ تم میں تقویٰ کی صفت پیدا ہو گی۔" یہاں دونوں جگہ امر آیا ہوا ہے مگر ماہ رمضان کے روزے ہر سال فرض ہیں اور حج زندگی میں ایک بار فرض ہے اس حوالے سے علمائے کرام کی آراء یہ ہیں:

حنفی نقطہ نظر: امام سرخسی، علامہ نسفی، علامہ دبوسی، علامہ ابن نجیم حنفی کی رائے میں صیغہ امر کی دلالت تکرار پر نہیں ہوتی بلکہ اس میں تکرار کا احتمال بھی نہیں ہوتا[27] امام بزدوی فرماتے ہیں کہ صیغہ امر کی دلالت تکرار پر نہیں ہوتی اور اس پر اجماع ہے۔[28] صیغہ امر تکرار پر دلالت نہیں کرتا بلکہ جس چیز کا حکم دیا جارہا ہے اس کے تکرار پر دلالت کرنا صیغہ امر کی دلالت کے محتملات میں سے ہی نہیں ہے مامور کا تکرار قرینہ سے سمجھا جاتا ہے کیونکہ فعل امر کی دلالت فقط طلب فعل پر ہوتی ہے تکرار اور مرۃ پر دلالت کسی امر خارجی کے ذریعے سمجھی جائے گی جن عبادات میں فعل امر سے حکم دیا گیا ہے اور وہاں عبادات میں تکرار ہے تو وہ حکم تکرار دیگر اسباب سے سمجھا جاتا ہے۔[29]

مالکی نقطہ نظر: علامہ الولاتی اور علامہ الشنقیطی کے مطابق مطلق امر کی دلالت تکرار پر نہیں ہوتی۔[30] قاضی الایجی کے مطابق امر کی دلالت مرۃ اور تکرار دونوں پر نہیں ہوتی۔[31] ابن القصار کے مطابق امر مجرد کی دلالت تکرار پر ہوتی ہے مگر مقدمہ ابن قصار کے حاشیہ نگار نے لکھا ہے کہ ابن قصار کی طرف اس قول کی نسبت دینا درست نہیں ہے بلکہ درست قول یہ ہے کہ جب امر مطلق آئے تو اس کی دلالت فقط مرۃ پر ہوتی ہے۔[32]

شافعی نقطہ نظر: امام الجوینی اور علامہ ابن الفرکاح کے مطابق اگر صیغہ امر مطلق ہو تو اکثر شافعی علما کی رائے یہ ہے کہ اس کی دلالت مرۃ پر ہوتی ہے تکرار پر نہیں۔[33] اس کے مقابل علامہ فخر الدین رازی، علامہ تاج الدین السبکی اور علامہ الاسنوی کی رائے یہ ہے کہ امر کی دلالت صرف طلب پر ہوتی ہے فعل کے ایک بار یا تکرار میں سے کسی پر بھی اس کی دلالت نہیں ہوتی ہاں ایک بات ضرور ہے کہ جو بھی ہو ایک بار تو فعل ضرور انجام پائے گا۔[34]

حنبلی نقطہ نظر: امر مطلق کی دلالت اکثر حنابلہ کے ہاں مرۃ پر ہے تکرار پر نہیں ہے[35] علامہ ابن قدامہ کہتے ہیں کہ فقہا اور متکلمین کے نزدیک امر مطلق تکرار پر دلالت نہیں کرتا۔[36]

جعفری نقطہ نظر: شیخ طوسیؒ فرماتے ہیں کہ صیغہ امر فعل کے ایک بار پر دلالت کرتا ہے ظاہر صیغہ سے یہی سمجھا جاتا ہے کہ جب صیغہ امر کے ذریعے سے کوئی حکم دیا جاتا ہے تو اس کو ایک بار انجام دیا جاتا ہے جیسے آقا کہتے ہے مجھے پانی پلاؤ تو اس سے صرف ایک بار پانی پلانا سمجھا جاتا ہے۔[37] محقق حلی لکھتے ہیں کہ صیغہ امر کی دلالت تکرار پر نہیں ہوتی بلکہ جب امر کسی چیز کے بارے میں آئے تو اسی کے انجام دینے کے بارے میں ہوتی ہے اگر مولا کسی

فعل کو ایک سے زیادہ بار انجام دلانا چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ کوئی ایسا قرینہ لائے جس سے پتہ چلے کہ اب امر فعل کے تکرار کا تقاضا کرتا ہے[38] شیخ جعفر سبحانی نے اس بارے میں تین اقوال ذکر کیے ہیں:

1۔اس کی دلالت فعل کے ایک بار انجام دینے پر ہے 2۔اس کی دلالت بار بار انجام دینے پر ہے 3۔امر کی دلالت ان دونوں میں سے کسی پر نہیں ہے۔[39] شیخ مظفر فرماتے ہیں بنیادی طور پر صیغہ امر کی دلالت فعل کے ایک بار یا بار بار انجام دینے میں سے کسی پر بھی نہیں ہوتی قرینہ خارجی کے ذریعے یہ سمجھا جاتا ہے کہ صیغہ عام طور پر فعل کے ایک بار پر دلالت کر رہاہے اور جب مولا کو تکرار درکار ہو گی تو وہ کوئی اشارہ یا قرینہ فراہم کرے گا جس سے تکرار سمجھا جائے گا۔[40]

مختلف مسالک کے علماء کے مندرجہ بالا نظریات کی روشنی میں یہ نکات سامنے آتے ہیں:

1. امر کی دلالت فعل کے ایک بار یا تکرار میں کسی پر بھی نہیں ہے۔
2. امر کی دلالت فعل کے ایک بار انجام دینے پر ہوتی ہے۔

مقام عمل میں جعفری علما، حنفی علما، بعض مالکی علما، اکثر شافعی علما اور حنبلی علما کے نزدیک صیغہ امر فعل کے ایک بار انجام دینے پر دلالت کرتا ہے۔

3. امر کی دلالت تکرار پر ہوتی ہے۔

تمام بحث کے بعد یہ کہنا بے جانہ ہو گا کہ تمام اسلامی مسالک کے جمہور علماء اس بات پر متفق ہیں کہ امر کی دلالت تکرار پر نہیں ہوتی جمہور مسالک کے نزدیک مقام عمل میں صیغہ امر کی دلالت ایک بار انجام دینے پر ہوتی ہے۔

نہی

قرآن میں بہت سی جگہوں پر اللہ تعالی نے مختلف کاموں سے منع فرمایا ہے ممنوع قرار دینے یعنی نہی سے ممنوعہ کام حرام یا مکروہ ہو جاتا ہے خود نہی کیا ہے؟ کس طرح سے پتہ چلے گا کہ اس جملے یا لفظ کی دلالت نہی پر ہے اس لحاظ سے یہ انتہائی اہم بحث ہے ان امور کے جاننے سے قرآن و سنت کو سمجھنے میں بہت مدد ملتی ہے نہی کی تعریفات فقہی مسالک کے علما کی آراء کی روشنی میں پیش خدمت میں ہیں۔

نہی کا لغوی مفہوم

عند الجوہری: النهي: خلاف الامر و نهيته عن كذا فانتهى عنه اى: كف[41] یعنی: "نہی امر کا الٹ ہے میں نے اسی منع کیا وہ منع ہو گیا یعنی رک گیا۔" عند امام راغب الاصفهانی: النهي: الزجر عن الشئ ۔ قال الله تعالى أَرَأَيْتَ الَّذِي يَنْهَىٰ o عَبْدًا إِذَا صَلَّىٰ (96:10-9)، وهو من حيث المعنى لا فرق بين ان يكون بالقول او بغيره، وماكان بالقول لافرق بين ان يكون بلفظة افعل او بلفظة لاتفعل[42] یعنی: "کسی شئ سے روکنا جیسے اللہ تعالی قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے تم نے دیکھا اُس شخص کو جو ایک بندے کو منع کرتا ہے جبکہ وہ نماز پڑھتا ہو؟ اس سے کوئی فرق نہیں کہ وہ روکنا الفاظ کے ذریعے ہو یا الفاظ کے علاوہ کسی اور ذریعے سے ہو اور جو الفاظ کے ذریعے روکا جارہا ہے یہ الفاظ افعل کے وزن پر ہوں یا لاتفعل کے وزن پر ہوں۔"

نہی کا اصطلاحی مفہوم

حنفی نقطہ نظر: علامہ بزدوی نے ان الفاظ میں نہی کی تعریف کی ہے: النهي: موضوع لطلب الامتناع عن تحصيل المنهي عنه [43] یعنی: "نہی کو ممنوعہ چیز کے حصول سے روکنے کے لئے بنایا گیا ہے۔" علامہ نسفی لکھتے ہیں: النهي: قول القائل لغيره على سبيل الاستعلاء: لاتفعل[44] یعنی: "خود کو بڑا سمجھتے ہوئے کسی کو یہ کہنا کہ ایسا نہ کرو نہی کہلاتا ہے۔" نیز: نهى هو قول لغيره لاتفعل على سبيل الاستعلاء[45] یعنی: "کسی کا خود کو برتر ظاہر کرتے ہوئے کہنا کہ یہ کام نہ کرو۔"

مالکی نقطہ نظر: النهي: القول الدال على طلب الامتناع من الفعل على وجه الاستعلاء[46] یعنی: "نہی وہ کلام ہے جو جو فعل سے روکنے پر دلالت کرتا ہے اور اس میں روکنے والا خود کو برتر سمجھتا ہے۔" نیز: حقيقة النهي اقتضاء الترك[47] یعنی: "حقیقت نہیں کسی بھی چیز کے ترک کرنے کا تقاضا ہے۔" نیز: طلب الكف بالقول على وجه الاستعلاء [48] یعنی: "کسی سے خود کو بلند سمجھتے ہوئے کسی چیز کے نہ کرنے کو طلب کرنا نہی کہلاتا ہے۔"

شافعی نقطہ نظر: هو في اقتضاء الانكفاف عن المنهي عنه بمثابة الامر في اقتضاء المامور به[49] یعنی: "جس چیز سے منع کیا گیا ہے نہی اس سے رکنے کا تقاضا کرتی ہے جیسا کہ امر جس چیز کا حکم دیا گیا ہو اس کی انجام دہی کا مطالبہ کرتا ہے۔" نیز: النهي: اقتضاء كف عن فعل[50] یعنی: "کسی کام سے رکنے کا تقاضا کرنا نہی کہلاتا ہے۔"

حنبلی نقطہ نظر: النهي: هو طلب الترك بالقول ممن هو اعلى[51] یعنی: "کسی برتر کا قول کے ذریعے کسی کام کی انجام دہی سے روکنا نہی کہلاتا ہے۔"

جعفری نقطہ نظر: قول قائل لغیرہ:(لاتفعل) او ما جری مجراہ علی سبیل الاستعلاء مع کراھیة المنھی عنہ[52] یعنی: "کوئی دوسرے سے لاتفعل یا اس کا ہم معنی کوئی کلمہ خود کو بڑا سمجھتے ہوئے کہے اور جس چیز سے منع کر رہا ہے اس سے کراہت بھی کر رہا ہو۔" نیز: النھی: والمراد بھا کل ھیئة تستعمل فی طلب ترك الفعل[53] یعنی: "نہی سے مراد ہر وہ ترکیب ہے جو کسی کام کی انجام دہی سے روکنے کے لئے استعمال کی جائے۔" نیز: ان النھی عبارة عن الطلب الانشائی المتعلق بترك الشئ وعدمه[54] یعنی: "نہی وہ طلب ہے جو کسی چیز کے ترک کرنے یا ترک نہ کرنے کا تقاضا کرتی ہے۔"

فقہی مسالک کے جید علمائے کرام کی تعریفوں سے یہ نکات سامنے آتے ہیں:

1. نہی میں کسی کام کو ترک کرنے کا تقاضا کیا جا رہا ہوتا ہے یعنی کسی کام سے منع کیا جاتا ہے کہ اس کو انجام نہ دیا جائے۔
2. نہی میں بھی حکم دینے والے کا مرتبہ برتر ہونا چاہیے تاکہ اس کے حکم کے مطابق عمل کیا جائے اس کی بات مانی جائے۔

علما کی آراء سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ ان کا اس بات پر اتفاق ہے کہ نہی میں بھی طلب ہوتی ہے اور یہ طلب کسی فعل کے انجام کو ترک کرنے کے بارے میں ہوتی ہے کہ اب اسے انجام نہ دیا جائے۔

صیغہ نہی اور اس کے استعمالات

"لاتفعل" صیغہ نہی ہے۔ علمائے کرام نے مندرجہ ذیل معانی میں اس کا استعمال ذکر کیا ہے:

1۔ تحریم: صیغہ لاتفعل تحریم کے لئے آتا ہے جیسے اللہ تعالی قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے: وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَىٰٓ (32:17) یعنی: "زنا کے قریب نہ پھٹکو۔"

2۔ کراہت: صیغہ لاتفعل کراہت کے بیان کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے جیسے اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے: وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ (237:2) ترجمہ: "آپس کے معاملات میں فیاضی کو نہ بھولو۔"

3۔ دعا: صیغہ لاتفعل دعا کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے جیسے اللہ تعالی کا ارشاد ہے: رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ (8:3) ترجمہ: "وہ اللہ سے دعا کرتے رہتے ہیں کہ:

"پروردگار! جب تو ہمیں سیدھے رستہ پر لگا چکا ہے، تو پھر کہیں ہمارے دلوں کو کجی میں مبتلا نہ کر دیجیو ہمیں اپنے خزانہ فیض سے رحمت عطا کر کہ تو ہی فیاض حقیقی ہے۔"

4۔ تسکین اور صبر دلانے کے لئے جیسے ارشاد خداوندی ہے: قَالَ لَا تَخَافَا إِنَّنِي مَعَكُمَا أَسْمَعُ وَأَرَىٰ (46:20)
ترجمہ: "فرمایا "ڈرومت، میں تمہارے ساتھ ہوں، سب کچھ سُن رہا ہوں اور دیکھ رہا ہوں۔"

5۔ عاقبت یعنی انجام کو بتانے کے لئے صیغہ لاتفعل استعمال کیا جاتا ہے جیسے قرآن مجید میں ہے: وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ (169:3) ترجمہ: "جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل ہوئے ہیں انہیں مردہ نہ سمجھو، وہ تو حقیقت میں زندہ ہیں، اپنے رب کے پاس رزق پا رہے ہیں۔"

6۔ تہدید کے لئے جیسے کوئی آقا اپنے غلام کو کہتا ہے: لاتفعل الیوم شیئا یعنی: "تم نے آج کے دن کچھ نہیں کرنا۔"

7۔ صیغہ لاتفعل التماس کے لئے استعمال ہوتا ہے جیسے آپ کسی سے کہتے ہو: لاتضرب فلانا یعنی: "فلاں کو مت مارو۔"

ان تمام معانی پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ سب معانی میں لاتفعل کا صیغہ نہی کے معنی میں استعمال ہو رہا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ دوسرے معنی میں استعمال ہو رہا ہے لاتفعل کا یہ بنیادی معنی سب استعمالات میں مشترک ہے۔

کیا نہی مقتضی حرمت ہے یا کراہت؟

حنفی نقطہ نظر: امام شاشی اور امام بزدوی کہتے ہیں کہ نہی مقتضی تحریم ہوتی ہے۔ نہی میں فعل کا نہ کرنا واجب ہے اس لیے ضروری ہے کہ جب کسی بھی فعل کے بارے میں شارع نہی کر دے تو وہ کام کرنا حرام ہو جاتا ہے اور اس سے پرہیز کرنا ضروری ہوتا ہے۔[55]

مالکی نقطہ نظر: علامہ تلمسانی کے مطابق اکثر علما کی رائے یہ ہے کہ نہی تحریم کا تقاضا کرتی ہے کیونکہ صحابہ اور تابعین نہی سے تحریم کا کام لیتے ہیں ہر وہ کام جس کے بارے میں نہی کی گئی ہے اس کو انجام دینے والا اجماعی طور پر گناہگار ہے کیونکہ جو چیز اس سے طلب کی گئی تھی اس کی مخالف کی ہے یہ گناہگار اور مستحق عقاب ہے[56] علامہ الولاتی اور الشعلان کے مطابق امام مالکؒ اور اکثر مالکی علما کی رائے میں جب نہی قرائن سے خالی ہو تو تحریم کا تقاضا

کرتی ہے۔[57] امام عبدالحمید بن بادیس لکھتے ہیں کہ جب صیغہ نہی قرینہ کے بغیر آئے تو اس کی دلالت تحریم پر ہوتی ہے اور جب قرینہ کے ساتھ ہو تو اس قرینہ کے مطابق عمل کیا جائے گا۔[58]

شافعی نقطہ نظر: مشہور شافعی علما علامہ فخر الدین الرازی، علامہ تاج الدین السبکی، علامہ ابی اسحٰق شیرازی اور علامہ حضری یہ کہتے ہیں کہ نہی حرمت پر دلالت کرتی ہے جب کسی بھی فعل کے بارے میں آ جائے تو اسے انجام دینا حرام ہو جاتا ہے۔[59]

حنبلی نقطہ نظر: مشہور حنبلی عالم علامہ ابن النجار حنبلی اور جدید محقق ڈاکٹر عبدالکریم النملہ کہتے ہیں کہ ائمہ اربعہ کے نزدیک صیغہ نہی جب قرائن سے خالی ہو تو حرمت کے لئے ہوتا ہے یعنی اس وقت اس کی دلالت حرمت پر ہوتی ہے۔[60]

جعفری نقطہ نظر: شیخ طوسی، علامہ صدرالدین اور شیخ جعفر سبحانی کی رائے یہ ہے کہ صیغہ نہی حرمت میں ظہور رکھتا ہے محقق حلی کہتے ہیں کہ عقل مند حضرات اس بندے کی مذمت کو اچھا سمجھتے ہیں جب کوئی ایسا شخص نافرمانی کرتا ہے جس پر اس حکم دینے والے کی اطاعت اور فرمانبرداری ضروری تھی مگر وہ اطاعت نہیں کرتا اور نافرمان ہو جاتا ہے اس شخص کی مذمت کی جاتی ہے مگر نہی کا حرمت پر دال کرنا کہ جس کام سے روکیں وہ حرام ہو جائے یہ فقط احکام کے ساتھ خاص ہے جن سے نبی اکرم ﷺ نے نہی فرمائی ہے۔[61]

فقہی مسالک کے علمائے کرام کی آراء کی روشنی میں یہ بات سامنے آتی ہے کہ جب کسی بھی شے کے بارے قرآن و سنت میں نہی آ جائے تو اس نہی کی دلالت حرمت پر ہوتی ہے یعنی جس چیز کے بارے میں نہی آئے اسے انجام دینا شرعا ممنوع ہے کیونکہ اللہ تعالی اور اس کا رسول ﷺ جن کی اطاعت فرض ہے رکنے کا حکم دے رہے ہیں اس لیے ان کی اطاعت واجب ہے بعض مسالک نے صرف یہ قید لگائی ہے کہ جب صیغہ امر قرائن سے خالی ہو تو اس کی دلالت تحریم پر ہو گی۔

صیغہ نہی کی یکبارگی یا تکرار پر دلالت

قرآن و سنت میں کسی چیز کے بارے میں کوئی حکم نہی کی صورت میں دیا جاتا ہے تو اس سے کیا مراد ہوتی ہے فقط ایک بار رک جانا ہوتا ہے یا مسلسل اس سے رکنا ضروری ہے جیسے شراب کے بارے میں نہی آئی تو اس سے ہمیشہ بچنا ضروری ہے اس حوالے سے فقہی مسالک کے علمائے کرام کی آراء پیش خدمت ہیں:

حنفی نقطہ نظر: علامہ خبازی کی رائے میں جس طرح امر میں تکرار کا تصور موجود ہے نہی میں اس طرح سے نہیں ہوتا کیونکہ نہی کی دلالت دوام پر ہوتی ہے اس میں تکرار کا کوئی تصور ہی نہیں۔ [62]

مالکی نقطہ نظر: علامہ الولاتی کے مطابق صیغہ نہی کی دلالت تکرار پر ہوتی ہے۔[63] اسی طرح امام ابن بادیس لکھتے ہیں کہ جب صیغہ نہی مطلق استعمال ہوا ہو تو اس وقت اس کی دلالت دوام پر ہوتی ہے۔ [64]

شافعی نقطہ نظر: علامہ فخر الدین رازی نے تین اقوال ذکر کیے ہیں:

1۔ نہی کی دلالت تکرار پر ہوتی ہے۔

2۔ نہی کی دلالت تکرار پر نہیں ہوتی۔

3۔ کبھی نہی تکرار کا موجب بنتی ہے اور کبھی نہی تکرار کا موجب نہیں بنتی۔

علامہ رازی نے دوسرے قول کو اختیار کیا ہے کہ کہ نہی کی دلالت تکرار پر نہیں ہوتی۔ [65]

حنبلی نقطہ نظر: علامہ ابن المفلح اور السلمی کے مطابق حنابلہ کے ہاں نہی کی دلالت دوام پر ہوتی ہے۔[66] ڈاکٹر عبدالکریم النملہ کہتے ہیں کہ نہی تکرار اور دوام پر دلالت کرتی ہے۔ [67]

جعفری نقطہ نظر: حافظ بشیر حسین نجفی لکھتے ہیں کہ صیغہ نہی کی دلالت مطلق ترک پر ہوتی ہے دوام دلیل خارجی سے سمجھا جاتا ہے[68] شیخ جعفر سبحانی لکھتے ہیں کہ صیغہ نہی مرۃ اور تکرار میں کسی پر دلالت نہیں کرتا۔ [69]

ان فقہی مسالک کے علما کی آراء کو سامنے رکھتے ہوئے مندرجہ ذیل نکات سامنے آتے ہیں:

1۔ نہی کی دلالت تکرار و دوام پر ہوتی ہے۔ مالکی اور حنبلی علما کی رائے یہ ہے کہ نہی تکرار پر دلالت کرتی ہے۔

2۔ نہی مرۃ اور تکرار پر دلالت نہیں کرتی ہے۔ جعفری اور حنفی علما کی یہی رائے ہے۔

3۔ کبھی مرۃ اور کبھی تکرار پر دلالت کرتی ہے۔ شافعی علما نے اس نظریہ کو اختیار کیا ہے۔

امر و نہی میں فرق

1. امر میں کسی کام کے کرنے کو طلب کیا جاتا ہے اور نہی میں کسی کام کے نہ کرنے کو طلب کیا جاتا ہے۔
2. امر کا حکم واجب ہوتا ہے اور نہی کا حکم حرمت ہوتا ہے۔
3. امر میں فوری طلب کا تقاضا ہوتا ہے اور نہی میں فوری رکنے کا تقاضا ہوتا ہے۔
4. امر جائز ہونا کا تقاضا کرتا ہے اور نہی فساد کا تقاضا کرتی ہے۔ [70]

نتائج

امر میں قول کے ذریعے خود کو بڑا ظاہر کرتے ہوئے کسی کام کی انجام دہی کی طلب (مطالبہ) پر دلالت پائی جاتی ہے۔ افعل کی ہیئت امر کے لئے استعمال ہوتی ہے۔ یہ ہیئت امر کے علاوہ اذن، ارشاد اور تہدید وغیرہ کے لئے استعمال ہوتی ہے۔ افعل کے علاوہ فعل مضارع بھی کبھی امر کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ تمام مسالک کے علمائے اصول اس بات پر متفق ہیں کہ صیغہ امر جب قرینہ کے بغیر استعمال ہوتا ہے تو اس کی دلالت وجوب پر ہوتی ہے۔ جمہور امت اس بات پر متفق ہے کہ امر کی دلالت تکرار پر نہیں ہوتی۔ خود کو بڑا سمجھتے ہوئے کسی کو یہ کہنا کہ ایسا نہ کرو، نہی کہلاتا ہے۔ نہی کے لئے صیغہ لاتفعل استعمال ہوتا ہے مگر لاتفعل اس کے علاوہ بھی کئی معانی جیسے کراہت، دعا اور صبر کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ تمام مسالک کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جب صیغہ نہی قرائن سے خالی ہو تو اس کی دلالت حرمت پر ہوتی ہے۔ مالکی اور حنبلی علما کی رائے یہ ہے کہ نہی کی دلالت تکرار پر ہوتی ہے جعفری اور حنفی علما کی رائے یہ ہے کہ نہی کی دلالت ایک بار یا تکرار کسی پر بھی نہیں ہوتی شافعی علما کی رائے یہ ہے کہ نہی کی دلالت کبھی مرۃ پر ہوتی ہے اور کبھی تکرار پر ہوتی ہے۔

* * * * *

حوالہ جات

1۔ابی نصر اسماعیل بن حماد، الجوہری، *الصحاح تاج اللغۃ العربیۃ*، ج2 (بیروت، دار لکتب العلمیہ، 1999ء) 213۔

2۔ابی منصور محمد بن احمد، الازہری، *تہذیب اللغۃ*، ج8 (بیروت، دار الاحیاء التراث العربی، 2001ء)، 207۔

3۔ابی الحسین احمد بن فارس بن زکریا، ابن فارس، *معجم مقاییس اللغۃ* (بیروت، دار حیاء التراث العربی، 2001ء)، 73۔

4۔امام علامہ ابن الدین بن ابراھیم بن محمد، ابن نجیم، *فتح الغفار بشرح المنار*، (بیروت، دار الکتب العلمیہ، 2001ء)، 33۔

5۔امام ابی البرکات عبداللہ بن احمد المعروف حافظ الدین، النسفی، *کشف الاسرار شرح المصنف علی المنار*، ج1 (بیروت، دار الکتب العلمیہ، سن ندارد)، 44۔

6۔ قاضی ابی بکر بن العربی المعافر المالکی، ابن العربی، *المحصول فی اصول الفقہ* (بیروت، دار البیاق، 1999ء)، 69۔

7۔عبداللہ بن محمد بن علی شرف الدین ابو محمد الفہری المصری، تلسمانی، *شرح المعالم فی اصول الفقہ* (بیروت، عالم الکتب للطباعۃ والنشر والتوزیع، سن ندارد)، 369۔

8۔امام الحرمین ابو المعالی عبد الملک بن عبد اللہ بن یوسف،*البرهان فی اصول الفقه*،ج1(مصر،دار الوفاء،1992ء،ط3/) 151۔

9۔فخر الدین محمد بن عمر بن حسین الرازی، رازی، تحقیق،دکتر طہ جابر فیاض علوانی،*المحصول فی اصول الفقه*،ج2(بیروت، مئوسسہ الرسالۃ، سن ندارد)، 17۔

10۔علی بن محمد بن علی بن عباس بن شیبان البعلی الدمشقی الحنبلی، ابن اللحام،*المختصر فی اصول الفقه علی مذهب الامام احمد بن حنبل*، (دمشق، دار الفکر، دمشق۔ سن ندارد)،97۔

11۔موفق الدین عبد اللہ بن احمد بن مقدسی، ابن قدامہ، *روضۃ الناظر وبجة المناظر فی اصول الفقه علی مذهب الامام احمد بن حنبل*، (بیروت، دار الکتب العلمیہ، 1981ء)،98۔

12۔ابن اللحام،*المختصر فی اصول الفقه*،99۔

13۔مرزا علی، المشکینی، *اصطلاحات الاصول و معظم ابحاثها* (قم، مطبع الھادی،1413ھ)،74۔

14۔الشیخ نجم الدین جعفر بن حسن بن یحیٰ بن سعید، محقق حلی، *معارج الاصول* (قم، مطبع سرور،2003ء)،95۔

15۔احمد رضا، المظفر، *اصول الفقه*،ج10 (قم، بوستان کتاب،1391ھ)،76۔

16۔عبد الکریم بن علی بن محمد، النملہ، *الجامع لمسائل الاصول الفقه و تطبیقها علی المذهب الراجح*، (ریاض، مکتبۃ الرشد للنشر و التوضیح، 2000ء)،217۔

17۔علامہ زین الدین بن قطلوبغا الحنفی، ابن قطلوبغا، *شرح مختصر المنار المسمی خلاصۃ الافکار شرح المختصر المنار*، تحقیق دکتور زھیر ناصر االناصر،دار ابن کثیر، (بیروت، ناشر ندارد، 1993ء)، 46؛ النسفی،*کشف الاسرار*،ج1 ،50؛ قاضی امام صدر الاسلام ابی الیسر محمد بن محمد بن حسین، البزدوی، *معرفۃ الحجج الشرعیۃ*، تحقیق: عبد القادر بن یسین بن ناصر الخطیب(بیروت، موسسۃ الرسالۃ، 2000ء)،55؛ابن نجیم،*فتح الغفار بشرح المنار*،38۔

18۔ابوبکر محمد بن احمد السرخسی، سرخسی، *اصول السرخسی*، تحقیق ابو الوفا الافغانی،ج2 (بیروت،دار المعرفۃ،1973ء)،29۔

19۔امام ابی الحسن علی بن عمر المالکی، ابن القصار، *المقدمۃ فی اصول الفقه* (الجزائر، دار الغرب الاسلامی،1996ء)،58۔

20۔علامہ محمد یحی، الولاتی، *نیل السول علی مرتضی الوصول* (ریاض، دار عالم الکتب للطباعۃ والنشر والتوزیع، 1992ء)،125؛علامہ محمد المختار بن بونسہ الجکنی، الشنقیطی، *ورر الاصول فی اصول فقه المالکیه* (بیروت، دار ابن حزم لطباعۃ والنشر والتوزیع، 2004ء)،49؛ عبد الحمید بن بادیس، *مبادی الاصول*، تحقیق ڈاکٹر عمار طالبی (الجزائر، مؤسسہ الوطنیہ،1988ء)،32۔

21۔الجوینی،*البرهان فی اصول الفقه*،ج1 ،159؛ تاج الدین عبد الرحمٰن بن ابراھیم، ابن الفرکاح، *شرح الورقات لامام الحرمین الجوینی* (کویت، دار البشائر الاسلامیہ، سن ندارد)،135؛ تاج الدین عبد الوھاب بن علی السبکی، السبکی، *جمع الجوامع فی اصول الفقه* (بیروت، دار الکتب العلمیۃ،2003ء،ط2)،41۔

22۔ابن اللحام،*المختصر فی اصول الفقه*، 99؛ابن قدامہ *روضۃ الناظر*،100۔

23۔علامہ شیخ محمد بن احمد بن عبدالعزیز بن علی الفتوحی الحنبلی، ابن النجار، تحقیق، دکتور محمد الزحیلی،شرح الکواکب المنیر المسمی بمختصر التحریر، ج3(ریاض، مکتبہ العتیکان، 1993ء)، 39۔

24۔ابو جعفر محمد بن حسن، طوسی، العدۃ فی اصول الفقہ، تحقیق: محمد رضا قمی (قم، مؤسسۃ بوستان کتاب، 1431ھ) ، 246۔

25۔ محقق حلی، معارج الاصول، 97۔

26۔المظفر،اصول الفقہ، 77؛ جعفر، السبحانی،الموجز فی اصول الفقہ (اسلام آباد، مرکز المصطفیٰ العالمیہ للترجمہ والنشر، 2011ء)،38۔

27۔امام ابی زید عبیداللہ بن عمر بن عیسی الحنفی، دبوسی، تقویم الادلۃ فی اصول الفقہ (بیروت، دارالکتب العلمیہ ، 2001ء) ،40؛ النسفی، کشف الاسرار، ج1، 57 ؛ابن نجیم، فتح الغفار بشرح المنار، 44 ؛ سرخسی ،اصول السرخسی ،ج2 ،38۔

28۔البزدوی، م عرفۃ الحجج الشرعیۃ، 80۔

29۔ابن قطلوبغا،شرح مختصر المنار،48۔

30۔الولاتی،نیل السول علی مرتقی الوصول،126؛الشنقیطی،ورر الاصول،50۔

31۔الایجی،شرح العضد علی مختصر المنتھی الاصولی،166۔

32۔ابن القصار،المقدمۃ فی اصول الفقہ، 136۔

33۔الجوینی،البرھان فی اصول الفقہ، ج1، 164؛ابن الفرکاح،شرح الورقات، 138۔

34۔السبکی،جمع الوامع، 42؛ رازی،المحصول، ج2، 98؛ جمال الدین ابی محمد عبدالرحیم بن الحسن، الاسنوی، تحقیق دکتور محمد حسن ھیتو، التمھید فی تخریج الفروع علی الاصول (بیروت، مؤسسہ الرسالۃ، 1981ء) ،282۔

35۔ابن اللحام،المختصر فی اصول الفقہ،100۔

36۔ابن قدامہ، روضۃ الناظر،103۔

37۔ابو جعفر محمد بن حسن، طوسی، العدۃ فی اصول الفقہ، تحقیق: محمد رضا قمی (قم، مؤسسۃ بوستان کتاب، 1431ھ) ،270۔

38۔ محقق حلی، معارج الاصول،100۔

39۔السبحانی،الموجز اصول الفقہ،64۔

40۔المظفر، اصول الفقہ، 96۔

41۔الجوہری،الصحاح، ج6،545۔

42۔علامہ راغب، اصفہانی، مفردات الفاظ القرآن (دمشق، دارالقلم، 1996ء) ،826۔

43۔البزدوی، معرفۃ الحجج الشرعیہ، 53.

44۔النسفی، کشف الاسرار، ج1،140۔

45۔نظام الدین ابی علی احمد بن محمد بن اسحٰق، الشاشی،*اصول الشاشی*، تحقیق عبداللہ محمد الخلیلی (شہر ندارد، دارالکتب العلمیہ، 2002ء)، 103۔

46۔ تلمسانی،*مفتاح الوصول*، 43; عبدالرحمٰن بن عبداللہ، الشعلان، *اصول فقہ امام المالک وادلتہ النقلیہ*، ج1 (ریاض، مکتبہ الملک فہد الوطنیہ، 2003ء)، 428۔

47۔ابن العربی،*المحصول فی اصول الفقہ*، 69۔

48۔ مصطفیٰ بن محمد بن سلامہ، سلامۃ، *التاسیس فی اصول الفقہ علی ضوء الکتاب والسنۃ* (شہر ندارد، دارالقبس للنشر والتوزیع، 2009ء)، 310۔

49۔الجوینی،*البرھان فی اصول الفقہ*، ج1، 199۔

50۔السبکی،*جمع الوامع*، 43۔

51۔السلمی،*اصول الفقہ*، 270۔

52۔ محقق حلی، *معارج الاصول*، ،116۔

53۔حافظ بشیر حسین النجفی، *مرقاۃ الاصول* (قم، دارالفقہ للطباعۃ والنشر، 1425ھ، ط2)، 86۔

54۔ مشکینی، مرزا علی،*اصطلاحات الاصول*، 271۔

55۔البزدوی،*معرفۃ الحجج الشرعیۃ*، 55; شاشی،*اصول الشاشی*، 103۔

56۔ تلمسانی،*مفتاح الوصول*، 45۔

57۔الشعلان،*اصول الفقہ الامام مالک*، ج1، 429؛ الولاتی،*نیل السول*، 132۔

58۔ عبدالحمید بن بادیس،*مبادی الاصول*، 32۔

59۔الرازی،*المحصول فی علم اصول*، ج2، 281؛ السبکی،*جمع الجوامع*،44؛ الحضری، شیخ محمد،*اصول الفقہ* (قاہرہ، مکتبہ التجاریہ الکبری، طبع سادسہ 1969ء)، 20؛ ابراہیم بن علی بن یوسف فیروزآبادی، ابی اسحاق، *التبصرۃ فی اصول الفقہ* (دمشق، دارالفکر، 1983ء)، 99۔

60۔علامہ شیخ محمد بن احمد بن عبدالعزیز بن علی الفتوحی الحنبلی، ابن النجار، تحقیق، دکتور محمد الزحیلی، *شرح الکواکب المنیر المسمی بمختصر التحریر*، ج3 (ریاض، مکتبہ العتیکان، 1993ء)، 83؛ عبدالکریم بن علی بن محمد، النملہ، *اتحاف ذوی البصائر بشرح روضۃ الناظر فی اصول الفقہ للامام احمد بن حنبل*، ج6 (ریاض، مکتبۃ الرشد ناشرون، 2008ء، ط5)، 402۔

61۔السبحانی،*الموجز اصول الفقہ*، 77؛ صدرالدین، فضل اللہ،*التمھید فی اصول الفقہ* (بیروت، دارالھادی للطباعۃ والنشر والتوزیع، 2002ء)، 34؛ محقق حلی، *معارج الاصول*، 116۔

62۔ جلال الدین ابو محمد عمر بن محمد بن عمر، الخبازی، *المغنی فی اصول الفقہ* (شہر ندارد، مرکز البحث العلمی و احیاء التراث الاسلامی، 1403ھ)، 67۔

63۔الولاتی،*نیل السول علی مرتقی الوصول*، ص:132

64۔ عبدالحمید بن بادیس،*مبادی الاصول*،32۔

65۔رازی،*المحصول*،ج 2، 281،282۔

66۔ابن مفلح، شمس الدین محمد بن المقدسی الحنبلی،*اصول الفقہ*،ط/ا، تحقیق فہد بن محمد السدحان،اصول الفقہ،مکتبہ العبیکان، ریاض، 1999ء، ص:745/2 السلمی، ڈاکٹر عیاض بن نامی السلمی، *اصول الفقہ الذی لایسع الفقیہ جہلہ* (ریاض، دارالتدمیریہ،2005ء)، 275۔

67۔النملہ،*اتحاف ذوی البصائر*، ص:405/5

68۔حافظ بشیر حسین النجفی،*مرقاۃ الاصول*، ص:86

69۔السبحانی،*الموجز اصول الفقہ*، 78۔

70۔سلامۃ،*التاسیس*،315۔

Bibliography

Abi Ishāq, Ibrahim b. Ali b. Yusuf Firoozabadi. *Al-Tabsara fi Usūl al-Fiqh*. Damascus: Dar al-Fikr, 1983.

Al-Asnawi, Jamal al-Din Abi Muhammad Abd al-Rahīm b. al-Hasan. *Al-Tamhīd fi Takhrīj al-Furū' ala al-Usū*l. Annotated by Dr. Muhammad Hassan Hayto. Beiru: Mua'ssass al-Risalah, 1981.

Al-Azhari, Abi Mansour Muhammad b. Ahmad. *Tahdhib al-Lughat*. Beirut: Dar al-Ahya al-Turāth al-Arabi, 2001.

Al-Bazdawi, Qadhi Imam Sadr al-Islam abi al-Yusr Muhammad b. Muhammad b. Husyn. *Ma'rifah al-Hujaj al-Sharia'h*. Annotated by Abdul Qadir b. Yāsīn b. Nasir al-Khatib. Beirut: Mua'ssasa al-Risalah, 2000.

Al-Hanbali, Ibn Mufleh Shams al-Din Muhammad b. al-Muqaddasi. *Usūl al-Fiqh*. Annotated by Fahd ibn Muhammad al-Sadhan. Riyadh: Maktab al-Abikan, 1999.

Al-Jawhari, Abi Nasr Ismail b. Hammād. *Al-Sihah Taj Al-Lughat Al-Arabiya*. Beirut: Dar Al-Kitab al-Ilamiyah, 1999.

Al-Khubbazi, Jalal al-Din Abu Muhammad Umar b. Muhammad b. Umar. *Al-Mughni fi Usūl al-Fiqh*. Markaz al-Bahath al-Ilmi wa Ihya al-Turāth al-islami, 1403AH.

Al-Khudari, Sheikh Muhammad. *Usūl al-Fiqh, 6th ed. Cairo*: Maktabah al-Tijariyyah al-Kubra, 1969.

Al-Meshkini, Mirza Ali. *Istalahāt al-Usūl wa Mua'zzam Abhāsuhā*. Qum: Matba' al-Hadi,1413AH.

Al-Muzaffar, Ahmad Ridha. Usūl al-Fiqh. Qum: Bustān Kitab, 1391AD.

Al-Najafi, Hafiz Bashir Husyn. *Mirqāt al-Usūl*. Qum: Dar al-Fiqh, 1425AH.

Al-Namla, Abd al-Karīm b. Ali b. Muhammad. Ittihāf Dhawi al-Basai'r bi Sharh al-Rawdah al-Nazir fi Usūl al-Fiqh Li al-Imam Ahmad b. *Hanbal*. Riyadh: Maktab Al-Rushd, 2008.

_____. *Al-Jame' al-Masāi'l al-Usūl al-Fiqh wa Tatbīqātuha ala al-Mazhab al-Rajeh*. Riyadh: Maktabah al-Rushd, 2000.

Al-Nusafi, Imam Abi al-Barakāt Abdullah b. Ahmad Al-Marūf Hafiz al-Din. *Kashf Al-Asrār Sharh al-Musnnaf Ala al-*Manār. Beirut: Dar al-Kitab al-Ilmiyah, nd.

Al-Razi, Fakhr al-din Muhammad b. Umar b. Husyn. *Almahsūl fi Usūl Alfiqh*. Annotated by Dr. Taha Jabir Fayyāz Alwani. Beirut: Mua'ssasa al-Risalah, nd.

Al-Salma, Ayyaz b. Nami. *Usūl al-Fiqh Alazī la Yasau' al-faqih Jahluhū*. Riyadh: Dar al-Tadmīriyyah, 2005.

al-Sarakhsi, Abu Bakr Muhammad b. Ahmad. *Usūl al-Sarakhsi*. Annotated by Abu al-Wafa al-Afghani. Beirut: Dar al-Ma'rifah, 1973.

Al-Sha'lān, Abd al-Rahman b. Abdullah. *Usūl Fiqh Imam al-Malik wa Adillah al-Nqliyyah*. Riyadh, Maktab al-Malik Fahd al-Wataniyyah, 2003.

Al-Shanqīti, Allama Muhammad Al-Mukhtar b. Bonsa Al-Jakni. *Dharar al-Usūl Fi Usūl Fiqh Al-Malikiyah*. Beirut: Dar Ibn Hazm, 2004.

Al-Shashi, Nizām al-Din Abi Ali Ahmad b. Muhammad b. Ishaq. *Usūl Al-Shashi*. Annotated by Abdullah Muhammad Al-Khalili. Beirut: Dar Al-Kutub Al-Ilamiyyah, 2002.

Al-Subhani, Ja'far. *Al-Mawjaz Fi Usūl al-Fiqh*. Islamabad: Markaz al-Mustafa Al-Alamiyyah, 2011.

Al-Subki, Taj al-Din Abd al-Wahhāb b. Ali. *Jam al-Jawame' fi Usūl al-fiqh*. Beirut: Dar Al-Kitab al-Ilamiyah, 2003.

Al-Walati, Allama Muhammad Yahya. *Nayl al-Sūl Ala Murtadha al-Wusūl*. Riyadh: Dar Alam Al-Kutub, 1992.

Dabusi, Imam Abi Zaid Obaidullah b. Umar b. Isa al-Hanafi. *Taqwīm al-Adillah fi Usūl al-fiqh*. Beirut: Dar Al-Kitab al-Ilamiyyah, 2001.

Fadhlullah, Sadr al-Din. *Al-Tamhīd fi Usūl al-Fiqh*. Beirut: Dar al-Hadi, 2002.

Ibn Al-Arabi, Qazi Abi Bakr b. Al-Arabi al-Maā'fir Al-Maliki. *Almahsūl fi Usūl al-fiqh*. Beirut, Dar al-Biyāq, 1999.

Ibn Al-Farkāh, Taj al-Din Abd al-Rahman b. Ibrahim. *Sharh al-Waraqāt Li Imam al-Harmayn Al-Jawini*. Kuwait: Dar Al-Bashāi'r Al-Islamiya, nd.

Ibn al-Liham, Ali b. Muhammad b. Ali b. Abbas b. Shayban al-Baghli al-Damishqi al-Hanbali. *Al-Mukhtasar fi Usūl al-Fiqh Ala Madhab al-Imam Ahmad ibn Hanbal*, nd.

Ibn al-Najjar, Allama Shaykh Muhammad b. Ahmad b. Abd al-Azīz b. Ali al-Fatuhi al-Hanbali. *Sharh al-Kawakib al-Munir al-Musmmā bi Muktasa al-Tahrir*. Annotated by Dr. Muhammad al-Zuhili. Riyadh: Maktab al-Atiqān, 1993.

Ibn Al-Qassār, Imam Abi Al-Hasan Ali b. Umar Al-Maliki. *Almuqaddamah fi Usūl al-Fiqh*. Algeria: Dar al-Ghrb al-Islami, 1996.

Ibn Badis, Abd al-Hamīd. *Mabadi al-Usūl*. Annotated by Dr. Ammar Talibi. Algeria: Mua'ssasa al-Wataniyyah, 1988.

Ibn Faris, Abi al-Husyn Ahmad b. Faris b. Zakaria. *Mu'jam Maqāyēs al-Lughah*. Beirut: Dar Ihyā al-Turāth al-Arabi, 2001.

Ibn Najīm, Imam Allama b. al-Dīn b. Ibrahim b. Muhammad. *Fath al-Ghaffar bi Sharh al-Manar*. Beirut: Dar al-Kitab al-Ilmiyah, 2001.

Ibn Qatlubgha, Allama Zain al-Din b. Qatlubagha al-Hanafi. *Sharh Mukhtasar al-Manār al-Musammā Khulāsah al-Afkār Sharh al-Mukhtasar al-Manār*. Beirut: Dār Ibn Kathīr, 1993.

Ibn Qudāmah, Mowaffaq al-Din Abdullah b. Ahmad b. al-Muqaddasi. *Rawdah al-Nazirah wa Bahjah al-Munazir fi Usūl al-Fiqh Ala Madhab al-Imam Ahmad b. Hanbal*. Beirut: Dar al-Kitab al-Ilamiyah, 1981.

Ibn Salamah, Mustafa b. Muhammad. *Al-Tasīs fi Usūl Fiqh ala Dhawe' al-Kitab wa Sunnah*. Dar al-Qabs, 2009.

ibn Yusuf, Imam al-Harmayn Abu al-Maā'li Abd al-Malik b. Abdullah. *Al-Burhān fi Usūl al-Fiqh*. Egypt: Dar al-Wafa, 1992.

Mohaqqiq Hilli, Sheikh Najam al-Din Jafar b. Hasan b. Yahya b. Saeed. *Maā'rij al-Usūl*. Qum: Matba' Sarwar, 2003.

Talismani, Abdullah b. Muhammad b. Ali Sharaf al-Din Abu Muhammad al-Fahri al-Misri. *Sharh al-Maā'lim fi Usūl al-Fiqh*. Beirut: A'lam al-Kutub, nd.

Tusi, Abu Ja'far Muhammad b. Hasan. *Al-Iddah fi Usūl al-Fiqh*. Annotated by Muhammad Reza Qami. Qum: Mua'ssasa Bostan-e Kitab, 1431AH.